جلسہ سالانہ بڑی اہمیت کا حامل اور بڑی برکتوں والا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱؍ستمبر ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اسلام نے انسانی زندگی کے اجتماعی پہلو کو سنوارنے اور اس میں حسن پیدا کرنے کی طرف بڑی توجہ دلائی ہے اور اس پر بہت زور دیا ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ہر فرد اپنے رب کے سامنے اپنے نفس کا جواب دہ ہے اور لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (الانعام:۱۶۵) ہر شخص نے اپنا بوجھ آپ ہی اٹھانا ہے۔ جب جزا کا وقت آئے میں۔ لیکن جہاں تک بوجھ اٹھانے کے قابل بنانے کا سوال ہے ایک دوسرے کے ساتھ ہر مومن مسلم کو باندھ دیا گیا ہے جو ہمارے بنیادی ارکان ہیں اسلام کے ان میں سے دو میں یہ پہلو نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ ایک نماز ہے دوسرے حج ہے۔

نماز باجماعت پر بڑا زور دیا گیا ہے اور نماز باجماعت کے وقت جو کمزور ہیں ان کا ان کی نسبت زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔ جو لمبی لمبی دعائیں کرنے والے ہیں اپنے گھروں میں ایک دفعہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت ہوگئی۔ شکایت کرنے والوں نے کہا کہ ہم تھکے ہوئے آتے ہیں شام کو اور ہمارے امام الصلوٰۃ جو ہیں وہ بہت لمبی قرأت کر جاتے ہیں عشاء کی نماز میں اور ہمیں تکلیف ہوتی ہے تو آپ بہت ناراض ہوئے اس بات پر کہ تم کیوں ان لوگوں کا خیال نہیں رکھتے اور نماز سے بددل کر رہے ہو ان کو۔ ایسے لوگ جو گھر میں دو سنتیں

پڑھتے وقت پندرہ بیس منٹ خرچ کر دیتے ہیں جب مسجد میں آتے ہیں تو امام کو حکم ہے کہ کمزور کا خیال رکھو۔ نہ بہت چھوٹی نماز کراؤ کہ نماز مذاق بن جائے۔ نہ اتنی لمبی کرو کہ بعض لوگوں کے لئے نماز تکلیف کا باعث بن جائے۔ اجتماعی عبادات، نماز باجماعت پر بڑا زور دیا گیا کیونکہ یہ بھی انسانی معاشرہ میں ایک حسن پیدا کرنے کی کوشش ہے اور امت محمدیہ کو امت واحدہ اور بنیان مرصوص اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ کے ماتحت بنانے کے لئے یہ ساری ہدایات دی گئی ہیں۔ نماز میں دو اجتماعی پہلو ہیں۔ ایک پنج وقت نماز باجماعت، اس کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ بغیر لاؤڈ سپیکر کے مؤذن کی اذان کی آواز جہاں تک پہنچ جاتی ہے وہ اس مسجد کا دائرہ ہے لیکن جمعہ کے روز جس طرح آج ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ اس میں شہر ہی نہیں بلکہ مضافات کے لوگ بھی جمع ہوتے ہیں۔ یہ جمعہ بھی ایک نماز ہے لیکن اس میں محلے کے ایک چھوٹے سے حلقے کے نمازی اکٹھے نہیں ہوتے بلکہ سارے شہر کے (سوائے اس کے کہ شہر بہت بڑا ہو) اور مضافات کے بھی احمدی مسلمان جن کی میں اس وقت بات کر رہا ہوں یا امت محمدیہ کے افراد دُنیا میں ہر جگہ کے وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ تو اجتماعیت پر بڑا زور دیا گیا۔

حج کے بھی دو پہلو ہیں جمع ہونے کے۔ ایک فرضی طور پر حج ہے۔ فرض ہے زندگی میں ایک بار ساری دنیا کے مسلمانوں پر۔ وہ ایک وقت میں پہلے کم ہوتے تھے اب سہولتیں ہیں۔ آٹھ دس لاکھ بھی وہاں حج کے موقع پر اکٹھے ہو جاتے ہیں ایک نفل ہے اس کے ساتھ، عمرہ اسے کہتے ہیں۔ وہ سارا سال چلتا ہے لیکن اس میں بھی ایک اجتماعی پہلو ہے۔ عمرہ کرنے کے لئے بھی سارا سال دنیا سے لوگ مکّے میں جمع ہوتے ہیں اور مدینے کی زیارت کرتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے کہ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:۱۵۹) جَمِيْعًا کا لفظ عربی زبان میں ایک گروہ کے ہر فرد کے متعلق نہیں بولا جاتا بلکہ اجتماعی جو ان کی شکل بنتی ہے۔ اس کے متعلق بولا جاتا ہے لیکن چونکہ سارے کے سارے اکٹھے اس میں آجاتے ہیں۔ اس واسطے ہر فرد بھی اس کے اندر آ گیا۔ جَمِيْعًا کے معنی ایک ایسی جماعت جس کے اندر افتراق وانشقاق نہ ہو۔ جو ایک دوسرے میں ملے جلے ہوں اور جن کو اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ایک جان کر دیا گیا ہو لیکن اس عظیم وحدت کا ہر فرد

اپنے طور پر جیسا کہ میں نے بتایا، اپنے نفس کا ذمہ دار ہے جہاں تک اس کی جزا اور سزا کا تعلق ہے لیکن وہ ذمہ دار ہے اپنے معاشرہ کا اس معنی میں کہ وہ ساری امت یا اپنے سارے حلقہ میں وہ معاشرہ اجتماعی رنگ میں پیدا کرنے کی کوشش کرے جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یہ کوشش جیسا کہ ابھی میں نے مختصراً بتایا فرض کے طور پر بھی ہے جیسے نماز باجماعت یا جیسے حج اور نفل کے طور پر بھی ہے جیسے حج کے لحاظ سے عمرہ یا جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کو جو نوافل تھے اکٹھا کر دیا اور باجماعت پڑھوانا شروع کر دیا یا جیسے اجتماعی دعائیں ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنی ظاہری شکل کے لحاظ سے نماز نہیں لیکن نماز کا اس لحاظ سے تعلق ہے کہ نماز ’’اَلصَّلٰوۃ اَلدُّعَاء‘‘ صلوٰۃ کے معنی ہی ہیں دعا کرنا خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جھک کر۔ تو دعائیں انفرادی بھی کی جاتی ہیں یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ (اٰل عمران:۱۹۲) اٹھتے بیٹھتے کھڑے ہوتے لیٹتے ہوئے انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا اور اس کی حمد و ثنا کرتا اور اس کی عظمت اور علوِ شان کے ترانے گاتا ہے، اسے یاد کرتا ہے، اس سے مانگتا ہے، اس کے پیروں میں لوٹتا ہے، اپنی عاجزی کا اظہار کرتا ہے لیکن باجماعت یا نفلی شکل میں جو نماز ہم پڑھتے ہیں وہ شکل تو نہیں ہے لیکن ہے وہ بھی دعا۔ دعا جو ہے وہ انفرادی بھی ہے جس طرح صلوٰۃ کا ایک حصہ انفرادی بھی ہے سنتیں ہیں وہ نماز کی طرح ہی پڑھی جاتی ہیں فرض نہیں ہیں اور مستحب یہ ہے کہ انسان مسجد کی بجائے اپنے گھر میں پڑھے۔ اس میں انفرادیت زیادہ آ جاتی ہے۔ تو فرض کے طور پر بھی اجتماعی عبادات ہیں اور نفل کے طور پر بھی ہیں۔ نفل کے طور پر جو عبادات ہیں ان کا حلقہ بڑا وسیع ہے۔ جیسے میں نے کہا دوست اکٹھے ہو کے دعائیں کرتے ہیں، اجتماع ہوتے ہیں، جلسے ہوتے ہیں، وعظ کی مجلسیں ہیں۔ جو سنانے کا حق رکھتے ہیں ان سے سننے کے لئے جمع ہونے کے مواقع ہیں۔ مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چلے جاتے تھے صحابہؓ اور ان سے بھی علم سیکھتے تھے، دوسرے صحابہ سے علم سیکھتے تھے۔ جو بہت سارے ہمارے بزرگ گذرے ہیں وہ مسجدوں میں یا اپنے گھروں میں بیٹھ جاتے تھے اور آنیوالوں کے کانوں میں نیکی کی باتیں ڈالتے رہتے تھے۔ ایک قسم کا اجتماعی ماحول پیدا ہو جاتا تھا۔

یہ جو نفلی اجتماعی ماحول پیدا ہونے کے ذرائع ہیں یہ چھوٹے بھی ہیں بڑے بھی ہیں۔

ایسے بھی ہیں جو انسان عام ہدایت کے مطابق اپنے طور پر منعقد کرتا ہے جیسے خدام الاحمدیہ کے اجتماع ہیں۔ ایسے بھی ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے راہنمائی کی ہے۔ جیسے ہمارا جلسہ سالانہ ہے اور آج میں جلسہ سالانہ کے متعلق ہی کچھ کہنا چاہتا ہوں اس تمہید کے بعد۔

جلسہ سالانہ جو ہے ہمارا یہ ایک طوعی نفلی اجتماع ہے لیکن بڑی ہی اہمیت کا حامل ہے اور بہت سی برکات کا نزول ہوتا ہے اس موقع پر اور بڑی شان ظاہر ہوتی ہے اس کی اور اللہ تعالیٰ کے عظمت اور جلال کے معجزانہ جلوے دیکھنے والی آنکھ اس موقع پر دیکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے ہماری کسی کوشش کے نتیجہ میں نہیں ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ فضل کرتا رہے کبھی بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر کثرت سے بیماری نہیں آتی حالانکہ اتنا ہجوم ہوتا ہے چھوٹی سی جگہ پر اکٹھے ہوتے ہیں دوست، بہت سی غلطیاں ہوجاتی ہیں صحت کو قائم رکھنے کے لحاظ سے۔ کھانے میں غلطی ہوجاتی ہے۔ لوگوں کو جس کھانے کی عادت نہیں ہوتی وہ یہاں کھا رہے ہوتے ہیں۔ جس وقت کھانے کی عادت ہوتی ہے اس وقت وہ کھا نہیں سکتے۔ اس کا اثر پڑتا ہے۔ کئی لوگ ہیں ان کو ذرا بھی مرچ زائد ہوجائے تو پیچش شروع ہوجاتی ہے وغیرہ ہزار قسم کی آزمائشوں میں سے اللہ تعالیٰ گزارتا ہے اور ہزار قسم کے معجزات خدا تعالیٰ ہمیں اپنے دکھاتا ہے۔ ہر انسان جو شامل ہوتا ہے اس جلسے میں اگر وہ اپنی آنکھیں کھلی رکھے اور اپنے کان خدا تعالیٰ کی آواز سننے کے لئے کھلے رکھے اور اپنی آنکھیں اس کے نور کے جلووں کو دیکھنے کے لئے کھلی رکھے، کان بھی اور آنکھ بھی تو بہت کچھ وہ دیکھتا ہے، بڑی برکتیں ہیں۔ پھر نیکی کی باتیں ہیں۔ وہ کانوں میں پڑتی ہیں۔ پھر دوست ہیں وہ آپس میں ملتے ہیں۔ اب تو ساری دنیا سے دوست یہاں آتے ہیں اور ان کا ایک دوسرے سے ملاپ ہوجاتا ہے اور اس میں بڑی برکت ہے۔ اس میں بڑی خوشی کے سامان ہیں اور میں نے اپنی آنکھوں سے نظارہ دیکھا ہے کس طرح خوشی کے ساتھ پاکستان کے دوست غیر ممالک سے آنے والے بھائیوں کے ساتھ ملاقات کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک جذبہ ہوتا ہے، ایک تڑپ ہوتی ہے، ایک دوسرے سے آگے بڑھ کے ان سے مصافحہ کرنے کی خواہش کا نظارہ کئی دفعہ جلسے پر آتے جاتے آنکھوں کے سامنے آگیا۔ تو بڑی برکتوں والا ہے یہ جلسہ۔ اس کے کئی پہلو ہیں جن کی طرف ہر سال ہی توجہ دلائی جاتی ہے۔

ایک پہلو تو جلسے کے نظام سے تعلق رکھتا ہے، ایک پہلو اہلِ ربوہ کی ذمہ داریوں سے تعلق رکھتا ہے، ایک پہلو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے، ایک پہلو ربوہ میں باہر سے آنے والوں سے تعلق رکھتا ہے۔

جو ذمہ داری ساری دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ پر ہے وہ یہ ہے کہ اس جلسہ کی برکات کو حاصل کرنے کے لئے باہر سے ہر ملک سے دوستوں کو شریک ہونا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض ملکوں سے بہت سے دوست ہر سال آجاتے ہیں۔ اس میں بھی شک نہیں کہ بعض ملک جو ہیں ان سے ابھی تک کوئی بھی نہیں آیا اور بعض ایسے ہیں کہ جو کبھی آتے ہیں کبھی نہیں آتے۔ جب سے آنے شروع ہوئے یہ شکل بنی ان کی اس میں شمولیت کی جو ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کے ہر خطہ سے جہاں احمدی بستے ہیں تھوڑے یا بہت کوئی نہ کوئی احمدی اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے یہاں پہنچے تا کہ جو حاصل کرے وہ دوسرے تک پہنچانے کا اہل ہو سکے اور جو باتیں سنے وہ پہنچائے۔ جو دنیا میں انقلابِ عظیم غلبہ اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بپا کر رہا ہے وہ باتیں بھی سنائی جاتی ہیں وہ ہر ایک کو بتائے۔ آپس میں اتنا پختہ اور پکا ابھی تعلق نہیں ہوا حالانکہ وسائل ہیں لیکن آہستہ آہستہ اور ہر جماعت توجہ کر رہی ہے۔

دوسرے آنے والے اب تک بغیر کسی منصوبے کے آتے تھے۔ مثلاً ایک ملک ہے وہاں سے پچاس آگئے، دوسرا ملک ہے اس سے چالیس آگئے، ایک ملک ہے وہاں سے ایک آ گیا، ایک اور ملک ہے وہاں سے کوئی بھی نہیں آیا۔ تو یہاں اس وقت موجودہ حالت میں جو انتظام ہے وہ ابھی زیادہ وسیع نہیں، محدود ہے۔ اس وقت تحریک جدید کو ابھی سے تحریک کرنی چاہیئے کہ جہاں بھی احمدی ہیں وہ کوئی نمائندہ بھجوائیں اور ایسا منصوبہ بنانا چاہیئے کہ یہاں آنے کے بعد وہ تنگی محسوس نہ کریں کیونکہ ابھی ان کو اتنی عادت نہیں پڑی جتنی کہ ہندوستان پاکستان میں رہنے والوں کو عادت پڑ گئی۔ بڑے لمبے عرصے سے جلسے میں شامل ہونے والے ہیں بچپن سے جلسے میں شامل ہونے والے بھی ہیں۔ اتنا پیار پایا جاتا ہے۔ قادیان میں ’’کسیر‘‘ ایک اور گھاس تھا جو نیچے بچھایا جاتا تھا اور یہاں اب یہ پرالی ہے کسیر ہی تھی وہاں غالباً۔ یہاں پرالی ہے۔ اتنے شوق سے اور پیار سے سوتے ہیں جن علاقوں سے دو تین سال سے آرہے ہیں

احمدی مثلاً امریکہ ہے ان میں سے بعض دوستوں نے کہا کہ ہمارے لئے چارپائیاں کیوں بچھاتے ہو، ہمارے لئے پرالی بچھاؤ جس طرح اور احمدی یہاں زندگی گزارتے ہیں ہمیں موقع دو کہ ہم بھی اسی طرح زندگی گزاریں اور خدا تعالیٰ کی برکات سے حصہ لینے والے بنیں لیکن بہرحال آہستہ آہستہ ان کو عادتیں یہ پڑیں گی۔ ہر ملک کی اپنی عادتیں ہیں جہاں تک ممکن ہے ان عادتوں کا ہم خیال رکھتے ہیں۔ رکھنا بھی چاہیئے لیکن جہاں تک ان کے لئے ممکن ہوا وہ ہماری عادتوں کے مطابق بھی کچھ زندگی کے دن گزارنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ ایک تو ہر جگہ کے آئیں۔ دوسرے اتنی کثرت سے نہ آئیں کہ یہاں ہم ان کو سنبھال نہ سکیں فی الحال۔ ایک وقت میں تو جتنے مرضی آجائیں سنبھالے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ لیکن بہرحال کسی منصوبے کے مطابق ان کو یہاں آنا چاہیئے۔

دوسرے یہاں جب وہ آتے ہیں تو ان کے لئے علیحدہ انتظام ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ لگے ہوئے ہوتے ہیں ان کی زبان بولنے والے، سمجھانے والے۔ اس کا بھی بہتر انتظام ہونا چاہیئے دو لحاظ سے۔ ایک تو جو تقاریر ہوتی ہیں ان کے چاہے دو صفحے کا نوٹ ہو صرف عنوانوں کے اوپر، وہ ان کی زبان میں یا ایسی زبان میں جنہیں وہ سمجھ سکیں روز رات کو تیار ہو جائے اور ان کے ہاتھ میں دے دیا جائے۔ کوئی ایسا مشکل کام نہیں ہے، کچھ آدمی لگانے پڑیں گے اس کے اوپر۔ بہت سے تو وہیں سمجھ جاتے ہیں انہوں نے اپنا کوئی طریقہ ایسا بنا لیا ہے سمجھنے کا۔ بعض دوست مثلاً بعض امریکن شام کو مجھے ملے اور ان کو اس دن کی کارروائی کے متعلق اصولی طور پر یعنی جو مختلف پہلو بیان ہوئے تھے ان کے متعلق مختصراً علم تھا کہ آج یہ موضوع زیر بحث آئے ہیں یا ان پر تقاریر کی گئی ہیں۔

جہاں تک یہاں کی جماعت کا تعلق، پاکستان کی جماعت کا، ان کا تو کام ایک ہے اور وہ اسے کرتے ہیں اور پیار سے اور عشق سے کرتے ہیں ان کا کام یہ ہے کہ جتنے زیادہ سے زیادہ جلسے پر دوست آسکیں آئیں ہمیں معلوم ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک گاؤں جو قریباً سارا احمدی ہو چکا ہے وہ سارے کا سارا آجائے۔ انہوں نے اپنے جانور بھی سنبھالنے ہیں، اپنے گھروں کو بھی سنبھالنا ہے، اپنے بیماروں کو بھی سنبھالنا ہے اپنے بوڑھوں کو بھی سنبھالنا ہے، وہاں اپنی

مقامی ایسی ذمہ داریاں ہیں جنہیں چھوڑ کے وہ نہیں آ سکتے۔ ایک حصہ ایسا بھی ہے صرف ایک حصہ آتا ہے۔ ہر سال آنے والوں کی تعداد پچھلے سال سے بڑھی ہوتی ہے ہر سال دنیا کی جماعت احمدیہ کی تعداد بڑھ جاتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہ اس کا ایک منصوبہ اور تدبیر ہے جو پوری ہو رہی ہے ہزاروں کی تعداد میں دوران سال نئے احمدی ہو چکے ہوتے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں بچے جو مثلاً اکیلے یہاں نہیں آ سکتے تھے اور ماں باپ کے ساتھ ہی آ سکتے تھے وہ اکیلے آنے والے بن گئے۔ ہزاروں کی تعداد میں طفل خادم بن گیا۔ خادم انصار اللہ میں شامل ہو گیا۔ چھوٹا بچہ جو ہے اس کو شوق پیدا ہو گیا کہ میں نے ضرور جانا ہے۔ بعض دفعہ چھ چھ سات سات سال کا بچہ پیچھے پڑ جاتا ہے کہ میں نے ضرور جلسے میں شامل ہونا ہے، میں پیچھے نہیں رہ سکتا۔ ہر سال ایسے نئے آتے ہیں۔ بعض ان میں سے میرے سامنے بھی آتے ہیں مجھے بتاتے ہیں کہ یہ کچھ عذر بھی تھے لیکن بچوں نے کہا نہیں ہم تو نہیں چھوڑ سکتے جلسہ۔ ایک تو یہ ہر سال زیادتی ہوتی ہے جلسے کی تعداد میں زیادتی ہوتی ہے کئی وجوہات کی بنا پر۔ ایک یہ ہے کہ تعداد بڑھ گئی جماعت کی، شوق پیدا ہو گیا بعض لوگوں میں جو پہلے نہیں تھا اور جو ابھی احمدی نہیں ہوئے ان کو بھی شوق پیدا ہوتا ہے کہ جلسہ دیکھ آئیں، ان کی تعداد بھی ہر سال بڑھ جاتی ہے۔ قادیان میں مجھے یاد ہے کہ دو ایک سو ایسے دوست آ جاتے تھے دیکھنے کے لئے، سمجھنے کے لئے، تحقیق کرنے کے لئے، اعتراض کرنے کے لئے۔ اس نیت سے بھی آتے ہیں۔ آئیں بے شک کون روکتا ہے، تنقید کرو۔ اب یہ دو ایک صد نہیں بلکہ پانچ، دس، پندرہ، بیس، پچیس ہزار کی تعداد میں آ جاتے ہیں جو احمدی نہیں اس وجہ سے بھی زیادتی ہو گئی۔ ایسے بھی ہیں اس علاقے کے بہت سے لوگ جو صبح آتے ہیں شام کو چلے جاتے ہیں یا آدھا دن کی کاروائی دیکھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اس سے بھی تعداد بڑھ گئی۔ یہ جو تعداد یہاں رہنے والوں کی بڑھی یا یہاں آنے والوں کی بڑھی اس کے نتیجہ میں اہل ربوہ کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں اس واسطے اب میں اس طرف آ جاتا ہوں یعنی پہلے میں کہہ رہا تھا جماعت۔ سو جماعتِ پاکستان کو میں یہ کہتا ہوں اپنی روایات کو سامنے رکھو پہلے سے زیادہ پیار کے ساتھ آؤ، زیادہ تعداد میں آؤ۔ خدا کرے کہ زیادہ برکتیں لے کے واپس لوٹنے والے ہو۔

ربوہ کو صاف رکھنا ظاہری صفائی اور باطنی صفائی کے لحاظ سے اور اسی طرح زبانوں کو بھی۔ کئی بے خیالی میں گند بول جاتے ہیں، گالی دے دیتے ہیں۔ باہر سے آ کے یہاں آباد بھی ہو رہے ہیں بہت سارے خاندان ان کو باہر کی عادتیں پڑی ہوئی ہیں اور بدنام ہو جاتا ہے ربوہ ایک مہینہ پہلے اگر کوئی خاندان یہاں کسی گاؤں سے آ کے آباد ہو جائے اور ان کے بچے اپنے گاؤں کی گالیاں بھی سمیٹ کے ساتھ لے آئیں یہاں تو جب یہاں ربوہ میں ان کی زبان سے وہ گالی نکلے گی تو میرے پاس یہ خط نہیں آئے گا کہ ربوہ سے پچاس میل پرے ایک گاؤں کے بچے کے منہ سے یہ گالی نکلی۔ میرے پاس تو یہ خط آئے گا کہ ربوہ کے جو رہنے والے بچے ہیں، ان کے منہ سے گندی گالیاں نکلتی ہیں کیوں؟ ٹھیک ہے ان کو ضرور مجھے اطلاع دینی چاہیئے ان کو ضرور غصہ آنا چاہیئے ان کی تربیت کیوں نہیں ہوئی لیکن مجبوری بھی ہے ایسی مجبوری نہیں کہ جو آپ دور نہ کر سکیں کانشسلی (Consciously) یعنی بیدار مغزی کے ساتھ چوکس رہ کے اپنے بچوں کو یہ عادت ڈالیں کہ سلام کہیں سڑکوں کے اوپر کتنا کوئی غصّہ دلا دے، بچوں کو پیار بھی بڑی جلدی آجاتا ہے اور غصہ بھی بڑی جلدی آجاتا ہے کتنا ہی کوئی غصّہ دلا دے زبان سے گالی نہیں نکلے گی دعا نکلے گی، سلام نکلے گا، دعائیں کرو یہ باطنی پاکیزگی ہے جو ہمارے ماحول میں پیدا ہونی چاہیئے۔

پھر باطنی پاکیزگی کی بنیاد یہاں ابھی سے ہو جانی چاہیئے عادتیں ڈالو ابھی سے۔ جو دعائیں سب نے مل کے انشاء اللہ تعالیٰ اسی کے فضل کے ساتھ جلسہ سالانہ کے ایام میں کرنی ہیں اس کی بھی تو عادت ڈالو ابھی سے، اس کے لئے بھی تو تیاری کرو۔ قرآن کریم نے فرمایا وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً (التوبة:۴۶) کہ جب کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو اس کے لئے تیاری بھی کرنی ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ کام تو میں نے کرنا تھا اور نظر یہ آئے کہ تیاری نہیں کی تو وہ شخص منافق ہے خدا کے نزدیک۔ اس کی بات ماننے والی نہیں وہ جو اس ماحول میں ستون آسمانوں تک پہنچتے ہیں دعاؤں کے، اس کے لئے اہلِ ربوہ ابھی سے دعائیں کریں۔ خدا سے مدد مانگیں۔ بڑی ذمہ داری ہے، بڑی ذمہ داری ہے سارا انحصار جو ہے وہ ان چیزوں کے اوپر ہے کہ جلد تر غلبۂ اسلام ساری دُنیا میں ہو جائے۔

دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلسے کی برکات سے حصہ دے، آنے والوں کو خیر سے لائے، خیر سے رہیں، خیر لے کے جائیں، پہلے سے زیادہ برکات کے وہ وارث ہوں، اور ان کے سارے دکھ اور تکالیف دور ہو جائیں اور پریشانیاں جاتی رہیں اور ہمارے بچے جو ہیں وہ پورے روشن دماغوں کے ساتھ دنیا کے علمی میدانوں میں آگے ترقی کرنے والے اور جتنا خدا اب دے رہا ہے اور بڑا دے رہا ہے ذہن اس سے کہیں زیادہ ہمارے بچوں کو وہ ذہن دے۔ بڑا لطف آتا ہے ہر طرف سے امتحان کے بعد سے یہ اطلاعیں ملتی ہیں کہ فلاں فرسٹ آ گیا اپنی کلاس میں، یونیورسٹی کی کلاس میں فلاں اس طرح سے آگے آ گیا۔ باہر سے اطلاعیں آتی ہیں کہ سکالرشپ مل گئے۔ سکالرشپ سے یاد آیا کہ سکالرشپ نہ ملنے کے بھی ہمارے متعلق بعض بعض منصوبے ہوتے ہیں پر تمہیں اس سے کیا تم تو خدا سے مانگو، خدا کہیں نہ کہیں سے سامان پیدا کر دے گا۔ تمہارا حق جو ہے وہ تمہیں دے گا کیونکہ اس نے یہی فیصلہ کیا ہے جو بہت اونچے ہیں ان کو جماعت سنبھال سکتی ہے اور سنبھال رہی ہے کچھ سکالرشپ دے دیتے ہیں بعض جماعتوں نے غیر ممالک نے۔ بعض سکالرشپ کے متعلق ہمیں پتا ہی نہیں ہوتا کہ کوئی ایسی فاؤنڈیشن بھی ہے غیر ممالک میں جو سکالرشپ دیتی ہے ابھی کل مجھے ایک نوجوان ایم۔ایس۔سی کا طالب علم مل کے گیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں جا رہا ہوں ولایت پڑھنے کے لئے۔ میں نے کہا تمہارے پیسے کا کیا انتظام ہے؟ اس نے ایک فاؤنڈیشن کا نام لیا اور کہا اس نے سکالرشپ دیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کتنا دیا ہے؟ اس نے جو رقم بتائی وہ کم تھی۔ میں نے کہا اس سے تمہارا گزارہ نہیں ہوگا۔ فیسیں بھی نہیں پوری ہوں گی۔ اس نے کہا نہیں، فیس بھی وہ دیں گے۔ فیس کے علاوہ یہ دیا ہے۔ میں نے کہا پھر بے فکری کے ساتھ جاؤ تمہیں مالی لحاظ سے کوئی تنگی نہیں۔ تو سامان خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے تمہیں وفا کا تعلق اور ثباتِ قدم اور استقامت دکھانی چاہیئے۔ میں نے بڑا سوچا، ایک دن میں خدا تعالیٰ کی اتنی نعمتیں انسان پر نازل ہو جاتی ہیں کہ پھر سارا سال اگلا اگر وہ شکر ادا کرے تو اس دن کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا تو جو باقی ایک دن کم سارے سال کے دن ہیں ان کی نعمتوں کا شکر کیسے کر سکتے ہیں۔ اَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً (لقمٰن:۲۱) یہ کوئی تھیوری نہیں ہے، یہ کوئی اصول یا منطق نہیں

ہے، یہ ایک حقیقت ہے اور حقیقت زندگی ہے۔ دنیا نہیں دیکھتی اسے لیکن ہماری نظریں اسے دیکھتی اور پہچانتی ہیں۔ اس لئے کہ عملاً ہماری زندگیاں اس کی گواہ ہیں۔

تو یہ ذمہ داری ہے۔ میں اہل ربوہ کو توجہ دلا رہا ہوں کہ آپ ابھی سے دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ اس جلسہ کو ان تمام برکات سے بھر دے جن برکات کی بشارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے جماعت احمدیہ کو دی گئی اور جن برکات کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کے تعلق میں دعائیں کیں۔ بڑی دعائیں کیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔ آپ بھی ابھی سے دعائیں کریں تا کہ اس بڑی بنیاد کے ساتھ وہ مینار پھر اٹھنے شروع ہوں۔ اب تو آپ کہتے ہیں بچے ملا کے بیس اکیس ہزار ہیں ربوہ میں۔ آپ کی ''ایک آواز'' رد کی دنیا نے۔ آپ کے لئے ووٹر بننے کے لئے فارم نہیں بنا اور آپ نے ووٹ نہیں بنایا لیکن آپ اگر خدا کے ہو جائیں تو آپ کی ہر آواز ہر پکار سننے کے لئے خدا تیار ہے۔ تو گھاٹے والا سودا تو نہیں ہوا یہ۔ پس دعائیں کریں ابھی سے جلسے کیلئے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے خیر اور برکت کا موجب بنائے اور ان دنوں میں جب اجتماعی رنگ میں دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ ماحول ہی ایسا پیدا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے (یہاں آنے والوں کو جلسے کے موقع پر) کہ ہم اپنے ملک کے استحکام اور اس کی سلامتی کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں اور وہ دعائیں مقبول ہوں اور بنی نوع انسان جو اس وقت ہلاکت کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں ان کے لئے ہم یہ دعا کرنے والے ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنے غضب اور قہر سے محفوظ رکھنے کے سامان پیدا کرے اور قرب کی راہیں ان پر بھی اسی طرح کھلیں جس طرح آج وہ ہمارے پر کھولی گئی ہیں اور جو وعدے دیئے گئے ہیں امت محمدیہ کو کہ ایک زمانہ میں اسلام ساری دنیا میں غالب آ جائے گا اور اسلام سے باہر رہنے والے کسی شمار میں نہیں ہوں گے۔ اتنے تھوڑے کہ نام بھی ان کا کوئی نہیں لے گا، کوئی نہ جانتا ہوگا انہیں، وہ دن جلدی آ جائیں اور اصل تو یہ ہے کہ ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دوری اور مہجوری جو ہے یہ ایک ایسی جہنم ہے کہ ایک لحظہ کے لئے بھی ہمارا دل اور ہمارا دماغ اور ہماری روح اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ خدا کرے کہ ساری دنیا جو ہے وہ اس جہنم سے محفوظ ہو جائے اور خدا تعالیٰ کے پیار کے ٹھنڈے سائے تلے

جمع ہو جائے۔

اور اہل ربوہ کا دوسرا کام یہ ہے کہ اتنے رضا کار دے دیں کہ جلسہ کے نظام میں دقت محسوس نہ ہو۔ میں یہ نہیں کہتا سارے کے سارے آ جاؤ کیونکہ سارے کے ساروں کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جتنے کی ضرورت ہے اتنے دے دو۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر کسی گھر میں چار بچے ہیں طفل یا خدام یا انصار ہیں ان کے کرنے کے بھی بعض کام ہیں، وہ گھر ضرور اس خدمت میں شامل ہو کے اس کی برکات لے اور کلی طور پر اپنے آپ کو محروم نہ کرے پھر وَسِّعْ مَكَانَكَ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۴۱) خدائی حکم ہے ہر سال مکان بڑھتے ہیں۔ کچھ دباؤ بہت پڑ گیا باہر۔ زیادہ مکان بنے ہیں پچھلے سال دو سال میں جماعت کے ایک طبقہ کے مالوں میں کچھ برکت پیدا ہوئی اس کی وجہ سے بھی قیمتیں بڑی بڑھا دیں آپ نے زمینوں کی۔ بہر حال مکان بھی بنے۔ ہر مکان جو ہے میں جانتا ہوں اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ٹھہرے ہوں گے۔ یہ مجھے علم ہے چونکہ میں افسر جلسہ سالانہ بھی رہا ہوں اور یہ جو وسعت ہے یہ دونوں طرف کی ہوتی ہے ایک مکانیت میں وسعت، وہ بھی پیدا کر دے خدا۔ ایک تمہارے دلوں میں وسعت پیدا ہونی چاہیئے کہ تم بشاشت کے ساتھ تنگی برداشت کر کے ایک حصہ مکان کا دو مہمانوں کے لئے ایک آنے والے مہمانوں میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور ہوتی بھی ہے بڑی تعجب انگیز۔ ایک دفعہ میں افسر جلسہ سالانہ تھا اور ہمارے نگران آنکھیں کھلی رکھنے والے بھی پھرا کرتے تھے، مجھے اطلاع ملی کہ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے اور تیس مہمانوں کی روٹی وہاں جا رہی ہے، روٹی کا ضیاع ہو رہا ہے۔ یہ تو کہنے والوں نے کہا کہ وہ اتنا چھوٹا سا کمرہ ہے کہ وہاں تیس پہلو بہ پہلو آدمی لٹا دیئے جائیں تو تیس نہیں آتے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے کر لیں گے چیک۔ میں نے ایسا انتظام کیا کہ جس وقت گیارہ اور بارہ کے درمیان ہم نے دیکھا کہ سب مہمان اپنی رہائش گاہوں میں جا چکے ہوئے ہیں اب کوئی بھی باہر نہیں آ رہا۔ اکٹھے ہو گئے ہیں وہاں۔ وہاں جا کے گنتی کروائی تو وہ تیس نہیں چالیس تھے وہاں اس کمرے کے اندر تو روٹی کا ضیاع نہیں ہو رہا تھا، کفایت شعاری سے کام لیا جا رہا تھا۔ تو یہ وسعت ہے ان کی۔ کسی کو پرواہ ہی نہیں کہ جگہ تنگ ہے۔

پہلے بھی میں نے بتایا تھا کہ ایک نظارہ خدا کے ساتھ، اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیار کا اور اس جلسے میں جو برکتیں نازل ہوتی ہیں ان کے ساتھ لگاؤ کا میں نے دیکھا۔ یہ بھی اسی زمانے کی بات ہے جب میں افسر جلسہ سالانہ تھا۔ ایک سپیشل گاڑی آ رہی تھی میں بھی اتفاقاً وہاں چلا گیا دیکھنے کے لئے کہ کیا کیا انتظام ہے جس وقت گاڑی کھڑی ہوئی تو چند مہینوں کا بچہ ایک ماں کی گود میں تھا۔ اس کا خاوند دوسرے ڈبے میں تھا۔ گاڑی کھڑی ہوئی اسی وقت اس کا خاوند دروازے کے سامنے آ گیا۔ وہ ماں اتنی جوش میں تھی اور اتنا جذبہ اس کے اندر پیدا ہو چکا تھا ربوہ میں پہنچنے کی وجہ سے کہ اس نے دو تین مہینے کے بچے کو پیار کے ساتھ جو ماں کا تقاضا تھا اپنے خاوند کے ہاتھ میں نہیں دیا بلکہ یوں پھینکا اس کی طرف (حضور نے ہاتھوں سے اشارہ کر کے بتایا) اس نے فوراً ہی اٹھالیا بچے کو، گرا نہیں وہ، اس کو چوٹ نہیں آئی۔

لیکن وہ عجیب نظارہ تھا جو میری آنکھوں نے دیکھا۔ تو وہ اس جذبے کے ساتھ آتے ہیں۔ جس پیار اور محبت کے ساتھ اور قربانی کے جذبے کے ساتھ وہ آتے ہیں اور جہاں ہم سمجھتے ہیں کہ تیس آدمی بھی رات نہیں گزار سکتے وہاں چالیس چالیس آدمی رات گزارنے کی نیت کر کے یہاں آنے والے ہیں وہ لوگ ان کے جذبہ کا آپ کے جذبہ کے ساتھ مقابلہ ہے کہ جو کچھ وہ خدا کے حضور پیش کر رہے ہیں خدا تعالیٰ سے بے شمار لینے کیلئے اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (اٰل عمران:۳۸) یہ بِغَيْرِ حِسَاب ملتا ہے۔ آپ ان سے زیادہ لیتے ہیں یا کم یہ تو مقابلہ ہے نیکیوں کے حصول میں مسارعت اختیار کرنے کا اس میں میرا تعلق تو دونوں سے ہے۔ کبھی دل کرتا ہے آپ آگے بڑھ جائیں۔ کبھی دل کرتا ہے وہ آگے بڑھ جائیں۔ اب آپ اپنے عمل سے بتائیں کون آگے بڑھتا ہے۔

بہر حال مکانوں کی ذمہ داری ہے۔ پھر صفائی میں آپ نے شامل ہونا ہے خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی طرف سے جو اجتماعی صفائیاں ہوں گی ان میں جس طرح غریب دلہن ہوتی ہے (غریب دلہن مَیں جان کے کہہ رہا ہوں) ایک غریب گھرانے کی بچی جس کو زیور بھی نہیں میسر جب دلہن بنتی ہے تو صاف ستھری ہوتی ہے نا۔ اس وقت تو اس طرح صاف ستھرا ربوہ کو

بنادو۔ ہمیں سنگھار کی ضرورت نہیں لیکن صفائی کی ضرورت ہے ایسا بنادو ربوہ کو جلسہ سالانہ پر آنے والے دیکھیں کہ اہلِ ربوہ نے صاف ستھرا ماحول پیدا کر کے ان کا استقبال کیا اور ان کی عزت افزائی کی۔

اس کے علاوہ منتظمین ہیں جلسے کا کام، جیسا کہ خود مجھے بھی تجربہ ہے اور میں علیٰ وجہ البصیرت جانتا ہوں سارا سال ہی رہتا ہے۔ جب گندم کی پیداوار تھی اس وقت جلسے کی گندم خرید لی گئی ہوگی اب تو میں بھی بھول گیا ہوں۔ اس زمانہ میں جب میں افسر جلسہ سالانہ تھا مجھے یہ پتا تھا کہ آلو سب سے سستا کن دنوں میں ملتا ہے۔ بھینس کا گھی میں استعمال کرتا تھا۔ اب تو مجبور ہو کے ڈالڈا استعمال ہونا شروع ہو گیا ہے۔ بہت زیادہ قیمتیں بڑھ گئی ہیں بھینس کے اصلی گھی کی بھی سارے سال میں ایک قیمت نہیں رہتی۔ بعض دنوں میں قیمت کم ہوتی ہے بعض دنوں میں زیادہ ہوتی ہے مجھے پتا ہوتا تھا کہ کس موسم میں سب سے زیادہ مجھے گھی مل جائے گا، گندم سب سے سستی کب ملے گی، آلو کب سستے ملیں گے اور کب وافر مقدار میں ملیں گے وغیرہ وغیرہ۔ بہت سارے چارٹ بن گئے ہیں اب ایک پورا نظام ہے جلسے کا بھی۔ اور ہر سال ترقی کرتا ہے۔ اس وقت میں نے یہ طریق شروع کیا تھا کہ اعلان کر دیتے تھے کہ جنہوں نے جو بھی تجویز بھیجنی ہو بھیج دیں ان پہ غور کریں گے اور اس کے مطابق جہاں تبدیلی ممکن ہوگی کر دیں گے۔ رضا کاروں کی فہرستیں بنانے کا کام ہے، تقسیم کار کا سوال ہے پیار سے ان کو سمجھانا ہے، سینکڑوں بچے ہوں گے جنہوں نے پچھلے سال جلسہ کے نظام میں کام کیا اور ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے نہیں کیا۔ اس سال وہ بھی کام کر رہے ہوں گے، عمر جو بڑھ گئی ایک سال۔ پیار سے ان کو بتائیں، انہیں برکتوں سے آگاہ کریں۔ وہ ماحول خود بہت کچھ کرتا ہے۔ ایسے ایسے خدمت کرنے والے دیکھے ہیں کہ اپنی دوائی بھی بیمار کو پلا دیں اگر اس کو بخار چڑھا ہے اور اس کو یہ احساس نہ دلائیں کہ پلانے والے کو اس سے زیادہ تر اسے بخار چڑھا ہوا ہے اور اپنے لئے لے کے آیا تھا دوائی۔ تو بڑی محبت اور باہمی محبت اور اللہ تعالیٰ سے پیار اور محبت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ اور بانی سلسلہ احمدیہ کا جو مشن ہے اور بعثت کی غرض ہے اس کے لئے انتہائی لگاؤ یہ ساری چیزیں اپنے سامنے

رکھ کے پھر اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کر کے ایک اور انسان بن جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ آپ وارث بن سکیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو زیادہ سے زیادہ آپ جذب کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی ہر آن اور ہر لحہ معیّت آپ کو حاصل ہو۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵؍ستمبر ۱۹۸۰ء صفحہ ۲ تا ۷)